AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سعید گوہر کی شاعری میں یاسیت۔۔۔ایک مطالعہ

محمد طاہر
(پی ایچ ڈی سکالر اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور)
ڈاکٹر جہانزیب شعور
(اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور)

Abstract
Saeed Gohar was a famous literary figure from Quatta widely known for his poetic brilliance. Although he was also an accomplished prose writer analyst, it was his poetry that earned him name and fame. His poetic expression is rich with figures of speech like metaphor, symbolism, and stylistic mastery, converting a wide range of themes. However, a significant bulk of his poetry reflects a deep sense of melancholy. This article introduces the concept of melancholy (pessimism) and explore its presence in Saeed Gohar's poetry. His verses give vent to the feelings of sorrow, pain, loneliness, personal suffering, and the cruelty of time all of which contribute to a profound sense of sadness that runs through the threads of his word.

خالق کائنات نے انسان کی سرشت میں بہت سی باتوں کو مضمر کر رکھا ہے اور اس کا اظہار موقع مناسبت اور حالات کے موافق ہوتا رہتا ہے۔ سرِدست انسان کا دماغ ہی ایک معمہ ہے جس میں نت نئے انقلابات ہوتے رہتے ہیں تاہم یہ ہماری گرفت اور دسترس سے باہر ہوتی ہے۔ پھر بھی شخصیت کی پرت جب کھلتی ہے تو خوشی غمی کا اظہار کسی نہ کسی طور ہو جاتا ہے اور خصوصاً فنونِ لطیفہ میں اس کا انداز نرالا ہوتا ہے۔ جہاں تک ادیب کی بات ہوتی ہے تو اپنے مافی الضمیر کا اظہار عمدہ الفاظ میں کرتا ہے۔ شاعری بھی انسانی جذبات کی پرتاثیر آواز ہوتی ہے جو قاری کو اپنی سحر میں لیتی ہے اور یہ بات اٹل ہے کہ شاعری میں بھی غم اور یاس والی کیفیت کا اثر دیرپا ثابت ہوتا ہے۔ یاسیت رجائیت کے برعکس ایک فلسفیانہ اور مغربی اصطلاح ہے جسے انگریزی میں (pessimism) کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حالت ہے کہ جس میں انسان اپنی ذات کی نفی کرتا ہے اور اس قدر مایوس ہو جاتا ہے کہ اپنے اردگرد بلکہ پوری دنیا تک کو لاطائل سمجھتا ہے۔ گو کہ فرد دنیا اور مافیھا کو شر اور برائی کی نظر سے دیکھتا ہے جس میں خیر کی گنجائش نہیں۔ وہ دنیا کو غم الم اور دکھوں کا گہوارہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ مزید اس کے بارے میں ڈاکٹر میر ولی الدین رقمطراز ہیں؛

> فلسفیانہ نظریے کی حیثیت سے قنوطیت کی نگاہ میں دنیا اور دنیا کی زندگی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ یہ دنیا بدترین دنیا شے ہے۔ دنیا میں شر اس قدر زیادہ ہے کہ دنیا کی ہستی نیستی سے بہتر ہے اور زندگی میں غم اور الم کا اِس قدر وفور ہے کہ فنا بقا سے بدرجہا بہتر ہے۔ زندگی سے مراد میری یا تمہاری زندگی ہی نہیں بلکہ زندگی (من حیث ہی) اپنی فطرت اور ماہیت کے لحاظ سے ضروری اور لازمی طور پر بُری ہے اور اس کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔(۱)

علاوہ ازیں ڈاکٹر میر ولی الدین نے یاسیت کے بابت دیگر فلیسوف کی جو رائے نقل کی ہے وہ بھی قابل مطالعہ ہے کہ؛

> قنوطیت اپنی انتہائی شکل میں "ہمہ شیطانیت" کہلاتی ہے جس کی رو سے کائنات کی انتہائی حقیقت کے قلب میں شر ہی شر پایا جاتا ہے۔ زندگی کا مایہ خمیر ہی شر ہے۔ تمام چیزیں شر ہیں۔ یعنی جو بھی چیز وجود رکھتی ہے شر ہے۔ یہ کہ تمام چیزیں جو موجود ہیں ایک شر ہے (لیوپاڑوی)۔(۲)
> اس اختلال پذیر دنیا میں کوئی شے سوائے غم والم اور موت کے یقینی دکھائی نہیں دیتی۔ (الفرڈوی دینی)(۳)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

یاسیت کا تعلق نفسیات سے بھی جو شاعر کی شخصیت کی عکاسی کرتی ہے اور اس کی شاعری میں کم و بیش لازمی دکھائی دیتا ہے۔ معاً اس بات کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ شاعری گلدستے کی مانند ہوتی ہے جو ماحول کو ہر طرح کی خوشبو سے معطر کرتی رہتی ہے۔ عین ہر شاعر کی شاعری میں اس کا کردار ہوتا ہے جو غم والم، دکھ درد ہی کی بدولت وجود میں آتی ہے۔ سعید گوہر سرزمینِ کوئٹہ کی ایسی نابغہ شخصیت تھی کہ جس کی ذہنی بالیدگی اور فکری توانائی نے خاص و عام کو متاثر کیا۔ سعید گوہر لفظوں کو تراشتے ہیں اور احساسِ جمال سے اسے گوہر بناتے ہیں۔ ان کی شاعری میں متنوع موضوعات اور احساسات پائی جاتی ہیں جو قاری کو اپنی گرفت میں لیتی ہیں۔ سعید گوہر کے ہاں رجائیت کی کیفیت بھی موجود ہے لیکن ان پر بھی زیادہ چھاپ مذہب کا ہے۔ تاہم فلسفیانہ اور نفسیاتی طور پر دیکھا جائے تو ان کی شاعری کا اکثر حصہ یاسیت پر مبنی دکھائی دیتا ہے۔ جس کے بابت افضل مراد لکھتے ہیں؛

> سعید گوہر کی غزل بھرپور رنگوں کے ساتھ ہے۔ مجھے اس بات سے یکسر اختلاف ہے کہ وہ ایک مایوس شاعر ہے۔ سعید گوہر نے سماج سے ملنے والے دکھوں کی عکاسی کی ہے اب اس عکاسی سے مجھے نہیں لگتا کہ یہ کسی بھی طرح مایوسی ہے۔ انہوں نے ایک مایوس فضا اس لیے تخلیق کی ہے کہ ان کو احساس ہو اور وہ اس فضا سے نکلنے کی سعی کریں۔(۴)

افضل مراد کی اس بات کو مان بھی لیا جائے تو پھر بھی مختلف وجوہات کی بنا پر سعید گوہر کا کلام یاسیت پر مشتمل ہے اور ابتدائی حوالہ جو ان کی یاسی شاعری کا مرکز بنا وہ اپنی زندگی اور ذات سے فرار اور گھٹن ہے۔ سعید گوہر زمانے کی کج روی اور حالات کے پیچ و خم میں اس قدر گرفتارِ تکالیف دکھائی دیتا ہے کہ آدم بیزار ہو جاتا ہے اور یہ تکالیف صرف اپنے نہیں سمجھ رہا بلکہ پوری انسانیت کی زندگی کو دائمی تکلیف سے کم نہیں سمجھتا اور کہہ اٹھتا ہے؛

ؔیہ زندگی کا مسلسل سفر تمام تھکن
ازل سے دربدری میں بشر تمام تھکن(۵)

مزید سعید گوہر کی یاسیت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ زندگی کی تمام حالات گو کہ ایک مستقل عذاب ہے؛

ؔلمحے دہکتی آگ ہیں، شام و سحر عذاب
کیا کہیے زندگی کو المختصر عذاب۔(۶)

ذات کی اکائی اور تنہائی انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ دنیا کی بھیڑ میں اپنی ہستی کی معدومیت بقا سے کنارہ کشی اختیار لیتی ہے۔ سعید گوہر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ تمام رشتوں کے ہوتے ہوئے ان کی یاسیت ذات کی تنہائی میں جکڑ جاتی ہے۔ لہجہ میں درشتی، مزاج میں بدمزگی اور ماحول میں قنوطیت اور یاسیت پھیل جاتا ہے بقول محمود آیاز؛

> ایک آدمی جو دنیا کے محفل سے دور اکیلے رہنے پر مجبور ہو وہ اپنی ذات سے اپنی تنہائی سے مضبوط رشتہ قائم کر لیتا ہے۔ دنیا کی رنگینیاں اسے جھوٹی اور فریب سے بھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔۔۔ حالات کے جبر کے ہاتھوں وہ ایسی جمود کا شکار ہوتے ہیں جو نہ آگے نہ چل سکتے ہیں نہ پیچھے وقت کا زندان اسے ایسی مصیبت سے آشنا کرتے ہیں۔ صرف و صرف اپنی بے بسی پر آنسو بہاتے ہیں۔(۷)

ایسی کیفیت کو سعید گوہر اپنی یاسیت کے لہجے میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں؛

ؔآجا کہ دل کے ساتھ دھڑکتی ہے کائنات
تنہائی کی یہ رات بھی محشر سے کم نہیں(۸)

ؔآشکوں کے دیے یاد جلا دیتی ہے
رات آتی ہے اور آس بجھا دیتی ہے(۹)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

یاسیت انسان کی دکھوں کی وہ حالت ہوتی ہے جو اسے نہ صرف ترک الدنیا پر مجبور کرتی ہے بلکہ اندرونی دنیا میں شکست وریخت میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔ اسے زندگی کے ہر پہلو میں برائی، شر، دکھ، غم، حزن و یاس اور نا امیدی ہی نظر آتی ہے۔ جس سے وہ نامساعد حالات کا سامنا کرنے سے کتراتا ہے۔ اس کی دنیا محدود سے محدود تر ہو جاتی ہے اور یاسیت کے حصار میں محصور ہو کر جاتا ہے۔ سعید گوہرؔ ایک دکھی انسان ہے جو اپنی ذات کی کرچیاں سمیٹتے یاسیت کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے جیسے کہ یہ اشعار یاسیت، دکھ اور تنہائی سے معمور ہیں؛

؎ یہ دنیا گھر کی صورت ہے جہاں تنہائی ڈستی ہے
بسر اوقات کی خاطر کئی دکھ پالنے ہوں گے (۱۰)

؎ یہ غم کی رات یہ تنہائی یہ سکوت یہ گھر
اک اس کے واسطے کس کس کو چھوڑ کر جاؤں (۱۱)

وقت ایک سا نہیں رہتا۔ زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں تاہم ایک مضبوط اعصاب کا مالک ہی ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف کا سامنا کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں یاسیت کے سبب سعید گوہرؔ نہ صرف ناکام ہوتا ہے بلکہ یاسیت کی حدوں کو چھوتا ہوا ایک موہوم سی خواہش کے پلندے میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور اپنی یاسیت کی تسکین کے لیے گزرے سنہرے اوقات کی یادوں کو دل سے لگاتا ہے۔ پھر بھی نہ آسودہ خواہش اور شکست خوردگی کا نوحہ شعر کی صورت میں یوں سامنے آتا ہے؛

؎ وہی اداس سا، مانوس سا، دکھی لہجہ
وہی شکستہ سی، بھرائی سی، تھکی آواز (۱۲)

حوالہ جات؛

(۱) قنوطیت یعنی فلسفہ یاس، ڈاکٹر میر ولی الدین، ص۔ ۲، سن۔ ندارد، غیر مطبوعہ
(۲) ایضاً
(۳) ایضاً
(۴) سعید گوہرؔ کی شعری و نثری تخلیقات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، محمد طاہر، ص۔ ۷۲، غیر مطبوعہ
(۵) پس دیوار، سعید گوہر، ص۔ ۱۰۹، پشتو ادبی ملگری بلوچستان، لورالائی، جون ۱۹۸۵
(۶) ایضاً، ص۔ ۷۲
(۷) سعید گوہرؔ کی مطبوعہ اردو شاعری، بی بی حوا، ص۔ ۳۳، غیر مطبوعہ
(۸) پس دیوار، سعید گوہر، ص۔ ۱۱۰، پشتو ادبی ملگری بلوچستان، لورالائی، جون ۱۹۸۵
(۹) ایضاً، ص۔ ۱۹
(۱۰) ایضاً، ص۔ ۴۱
(۱۱) ایضاً، ص۔ ۲۳
(۱۲) ایضاً، ص۔ ۷۳